ہم دنیا کا مقابلہ مادی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ صرف دعاؤں سے کر سکتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ رمئی ۱۹۷۹ء بر مکان صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب جہلم)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جماعت کے احباب کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہیں کیا چیز؟ کس جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کے فرائض کیا ہیں ان سے توقعات اللہ تعالیٰ کیا رکھتا ہے اور ان سے وعدے کیا کئے گئے ہیں۔

اس وقت اسلام دشمن طاقتیں دنیوی لحاظ سے بڑی مضبوط ہیں۔ ان کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک وہ جو دہریہ، ایک وہ جو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے والے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ کسی مذہب پر ایمان رکھتے ہیں جو دہریہ ہیں وہ بھی آگے کئی قسم کے ہیں۔ ایک وہ دہریہ ہے جو خدا تعالیٰ کے وجود ہی کو تسلیم نہیں کر رہا اور بڑی طاقت میں ہے وہ۔ مثلاً روسی اشتراکیت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ زمین سے خدا کے نام اور آسمان سے خدا کے وجود کو مٹا دے گی۔ بہت بڑا دعویٰ ہے جو انہوں نے کیا۔ آسمانوں تک ان کی رسائی نہیں لیکن آسمانوں سے خدا کے وجود کو مٹانے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

ایک وہ دہریہ ہیں جو کہتے ہیں ہم خدا کو مانتے ہیں۔ مگر وہ نہ اس کی ذات کا صحیح علم رکھتے ہیں نہ اس کی ذات کی معرفت انہیں حاصل ہے۔ کئی ایسے ہیں جو بعض صفات باری کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے قرآن کریم میں بار بار کہا کہ جو

میرے منصوبے ہیں۔ مَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ (الانعام:۱۳۵) تم ان منصوبوں میں مجھے ناکام نہیں کر سکتے۔ ایسے بھی ہیں جو خدا کو مانتے بھی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی معرفت نہیں رکھتے اس کی عظمت اور جلال سے کما حقہٗ واقف نہیں ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے لحاظ سے ان کا تعلق دہریت سے بھی ہے کیونکہ جس حد تک وہ خدا تعالیٰ کی کسی صفت کا صحیح علم نہیں رکھتے یا اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس حد تک وہ دہریہ ہو جاتے ہیں۔

مذاہب دنیا میں مختلف پائے جاتے ہیں۔ اس وقت زوروں پر جو مذہب ہیں ان میں نمبر ایک عیسائیت ہے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور ساری دنیا میں اسلام کے مقابلے پر نبرد آزما ہے وہ اسلام کو مٹانے کی مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔ مختلف دجل ہیں جن کو وہ استعمال کرتی ہے۔ دلائل تو ان کے پاس نہیں ہیں لیکن انسان کی کمزوریوں اور بعض مسلمانوں کی اسلام کی تعلیم سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ ان کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ لالچ دیتے ہیں۔ بہت سے دوسرے ہتھکنڈے ہیں جنہیں وہ استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال عیسائیت اس وقت مخالف اسلام طاقتوں میں (جو مذہب سے تعلق رکھنے والی ہیں) سب سے بڑی طاقت ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر دوسرے مذاہب ہیں مثلاً ہندوستان میں ہندو مذہب ہے۔ بعض علاقوں میں بدھ مذہب ہے۔ بعض علاقوں میں مثلاً جاپان ہے۔ وہاں مذہب ہے لیکن بہت سارے فرقوں کو ملا کر انہوں نے ایک مذہب بنالیا ہے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ جس وقت وہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو ایک تعلیم کے مطابق اس کی رسومات ادا کی جاتی ہیں یعنی غیر مسلم فرقے جو ہیں بدھ مذہب وغیرہ سے تعلق رکھنے والے ان کی رسومات تو ایک فرقے کی تعلیم کی رسومات ادا کی جاتی ہیں پیدائش کے وقت اور بالکل دوسرے فرقہ کی تعلیم کے مطابق رسومات ادا کی جاتی ہیں اس کے مرنے پر۔ تو ایک جاپانی سارے فرقوں کا ممبر بن جاتا ہے۔ وہ مذہب کی حیثیت ایک کلب کی سمجھتے ہیں۔ جس طرح جہلم میں پانچ دس مختلف کلبیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی ٹینس کھیل رہی ہے کوئی ہاکی، کوئی کچھ، کوئی کچھ، اسی طرح بعض دوسری کلبیں ہیں جہاں بیٹھ کر لوگ چائے پیتے اور گپیں ہانکتے ہیں۔ مجھے

نہیں پتا جہلم کا اسی لئے میں نے کہا اگر کلبیں ہوں وہاں لاہور کا تو مجھے پتا ہے بہت ساری کلبیں ہیں وہاں۔تو ایک شخص ہر ایک کلب کا ممبر بن سکتا ہے۔اسی طرح جاپان میں ہر جاپانی ہر مذہب کا ممبر بن جاتا ہے کیونکہ مذہب کی جو بنیادی حیثیت ہے اس سے وہ واقف نہیں رہا۔

بہرحال میں بتا یہ رہا ہوں کہ اسلام کے مقابلہ میں جو زبردست طاقتیں ہیں۔ان میں دہریت اور عیسائیت اور بعض دوسرے چھوٹے مذاہب ہیں اور دہریت کے بھی مختلف فرقے ہیں۔دنیوی لحاظ سے یہ ساری طاقتیں جو ہیں اسلام کے خلاف بڑی مضبوط ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دہریہ اشتراکی اور سوشلسٹ جو ہیں وہ کمزور ہیں اور دنیوی کوئی طاقت انہیں حاصل نہیں تو وہ یا بالکل سادہ بچہ ہوگا یا پاگل ہوگا۔اس حقیقت سے تو انکار کیا ہی نہیں جاسکتا کہ جو خدا کے دشمن دہریہ ہیں۔ان کو دنیوی لحاظ سے آج بڑی طاقت نصیب ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عیسائی بھی بڑی طاقت ہیں ایک وقت میں تو ساری دنیا پر حاکم تھے وہ زمانہ گذر گیا لیکن اب بھی بڑی طاقت ہیں وہ۔بڑا اثر ہے ان کا۔پرانے جو اثرات ہیں وہ بہت سی جگہوں پر قائم ہیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا اس جلسے پر ایک دوست زمبیا سے آئے تھے وہ کہنے لگے کہ زمبیا میں جو مشرقی افریقہ کا ایک ملک ہے تنزانیہ کے پہلو میں، وہاں ایک مسلمان بھی نہیں۔وہ خود وہیں سے آئے تھے۔میں نے کہا ہاں ایک بھی مسلمان نہیں۔تم کہاں سے آ گئے ہو کہنے لگا میں زمبیا کا رہنے والا نہیں میں زائر کا رہنے والا ہوں۔میرے ماں باپ بھی زائر میں ہیں میرے بیوی بچے بھی زائر میں ہیں میں کام کے سلسلے میں وہاں آیا ہوا تھا وہاں مجھے احمدیت سے واقفیت حاصل ہوئی اور میں احمدی ہوگیا اور جلسے پر یہاں آ گیا ہوں۔پھر وہ کہنے لگے کہ اصل باشندے زمبیا کے جو ہیں ان میں ایک بھی مسلمان نہیں رہا تھا یہاں تک کہ جماعت احمدیہ نے وہاں تبلیغ شروع کی اور اس وقت غالباً ڈیڑھ ہزار کے قریب مقامی باشندوں میں سے پھر واپس اسلام کی طرف آ چکے ہیں۔جماعت احمدیہ کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ نے جو برکت ڈالی اس کے نتیجہ میں وہ آئے۔ورنہ وہاں ایک بھی نہیں رہا تھا اتنی زبردست یلغار اس علاقہ میں عیسائیت نے کی تھی تو یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں بڑی مضبوط ہیں بڑی اثر والی بھی ہیں۔

دولتیں بھی انہوں نے سمیٹ لیں۔ سائنس میں بھی ترقیات کیں، چاند پر پہنچ گئے۔ دوسرے ستاروں کی خبریں لانے لگے۔ یہ اپنی جگہ درست لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں اس دنیا کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند کی حیثیت میں اس لئے بھیجا کہ اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ اکیلے تھے پہلے آپ پھر خدا تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق آپ کے ماننے والوں کی تعداد میں زیادتی ہونی شروع ہوئی، وہ بڑھنے شروع ہوئے وہ پھیلنے شروع ہوئے وہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں پھیلے، پھر ہندوستان میں پھیلے، پھر باہر نکلے، پھر ساری دنیا میں پھیل گئے لیکن اب بھی باوجود اس کے کہ وہ ایک سے ایک کروڑ بن گئے۔ دنیا کی آبادی کے لحاظ سے تعداد میں اور اثر ورسوخ کے لحاظ سے (کہ کسی جگہ بھی طاقت نہیں) اسی طرح مال کے لحاظ سے غریب جماعت، بڑی غریب جماعت ہے، یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن بعثت کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ہے کہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کیا جائے؟

انسان سوچتا ہے کہ یہ ہوگا کیسے؟ اس حالت میں ہمارے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اسوہ ہے۔ تیرہ سال آپ نے مکہ میں گزارے۔ دنیا کا تو پوچھنا ہی کیا خود مکہ کے روساء میں بھی کوئی اثر نہیں تھا۔ تیرہ سالہ مکی زندگی تھی۔ مظلومیت کی زندگی اور غربت کی زندگی اور بے کسی کی زندگی اور دشمن کی زبان سے ایذاء سننے کی زندگی اور ان کے ہاتھوں سے دکھ اٹھانے کی زندگی اور ان کے منصوبوں سے فنا ہوجانے کے امکانات کی زندگی۔ یعنی وہ یہ منصوبے بنا رہے تھے کہ یہ چند آدمی ہیں ان کو ختم کردو اسلام ختم ہوجائے گا۔ اس وقت جو ذہنی کیفیت یقین کی اور خدا تعالیٰ پر اعتماد کی اور اس کے وعدوں پر اعتبار کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مٹھی بھر ساتھیوں کی تھی وہ ذہنی کیفیت اس زمانہ میں جس میں میں اور آپ زندہ ہیں ہر احمدی کی ہونی چاہیئے۔ یہ درست ہے کہ دشمن ظاہری طاقت، ظاہری غلبہ، ظاہری مال و دولت میں اتنا امیر اور اقتدار والا ہے ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بالکل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ تو درست ہے اپنی جگہ لیکن یہ بھی درست ہے کہ باوجود اس کے ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ اس مقصد میں ہمیں کامیاب کرے گا جس مقصد کے لئے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا گیا ہے۔

فرینکفرٹ میں میں نے پریس کانفرنس والوں کو یہ کہا کہ آئندہ سو ایک سو دس سال میں ساری دنیا میں اسلام غالب آجائے گا۔ حیران ہو کر دیکھا انہوں نے مجھے کہ یہ شخص کیا کہتا ہے؟ ویسے میرے سامنے بڑے ادب سے، احترام سے بیٹھے ہیں یہ سارے۔ سنی بات، کوئی اثر نہیں لیا۔ پھر میں نے ان کو کہا دیکھو میں بغیر دلیل کے نہیں بات کر رہا۔ میرے پاس ایسی دلیل ہے جس کو تم سمجھ جاؤ گے اور میرے پاس یہ دلیل ہے کہ نوّے سال پہلے آج سے قریباً۔ مدعی جو تھا اس بات کا کہ اسلام غالب آئے گا اس زمانہ میں وہ اکیلا تھا۔ اس کے گھر والے اسے پہچانتے نہیں تھے اور بعض دفعہ اس کی سگی پھوپھیاں اور خالائیں وغیرہ اسے کھانا دینا بھول جاتی تھیں کیونکہ وہ مسجد میں بیٹھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہوتا تھا۔ یعنی ان کی نگاہ میں فرد ہی نہیں تھا وہ۔ اپنے گھر کا فرد ہی نہیں یاد رہتا تھا ان کو۔ یہ حالت تھی۔ کوئی نہیں پہچانتا تھا اور خدا تعالیٰ کی آواز جو اس کے کان میں آئی یہ تھی کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور اسلام کو تیرے ذریعہ سے غالب کروں گا اور جو اسلام سے باہر رہ جائیں گے ان کی حیثیت چوڑھے چماروں کی طرح ہوگی۔ یعنی بہت بھاری اکثریت انسان کی اسلام کے اندر داخل ہو جائے گی۔ میں نے کہا وہ اکیلا شخص پچھلے نوّے سال میں دس ملین، یعنی ایک کروڑ بن گیا، تو اگر تم یہ سمجھو کہ اس ایک کروڑ کا ہر ایک اگلے ایک سو دس سال میں ایک کروڑ بن جائے تو کیا تعداد بنتی ہے تو ایک ثقہ سا صحافی تھا ادھیڑ عمر کا بڑا اچھا سمجھدار۔ میں نے اسے کہا ذرا ضرب لگا کر تو دیکھو۔ وہ سمجھا میں ویسے ہی اپنی باتیں کرتے ہوئے پریس کانفرنس سے مخاطب ہوں اور میں بات کہہ گیا ہوں تو اس نے سنا اور ضرب نہ دی کروڑ کی کروڑ کے ساتھ۔ میں نے کہا میرا دل کرتا ہے، میری یہ خواہش ہے کہ آپ ایک کروڑ کو ایک کروڑ سے ضرب دیں اور میری خاطر آپ یہ تکلیف برداشت کریں۔ اس طرح جب میں نے اس کو کہا تو اس نے پھر ضرب دی۔ جب اس نے ضرب لگائی تو اس نے سمجھا ضرب ٹھیک نہیں لگی۔ پھر اس نے کاٹ دی۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دوبارہ ضرب لگائی پھر وہ مسکرایا۔ اس نے منہ اٹھا کے مجھے دیکھا۔ کہنے لگا دنیا کی تو اتنی آبادی نہیں ہے۔ میں نے اسے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ اتنی تعداد میں مسلمان ہو جائیں گے۔ میں تمہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب ایک شخص

نوے سال میں کروڑ بن گیا تو اس کروڑ میں سے ہر ایک، کروڑ بن سکتا ہے، غیر ممکن نہیں ہے یہ اور اس سے میں یہ استدلال کرتا اور یہ بات تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو دعویٰ ہے کہ اکثریت بنی نوع انسان کی اسلام میں داخل ہوچکی ہوگی اگلی صدی میں اور یہ جو میں آپ کو بار بار کہتا ہوں اگلی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے، ایک سو ایک سودس سال کے اندر بھاری اکثریت انسانوں کی اسلام میں داخل ہوچکی ہوگی، یہ بغیر دلیل کے محض ایک مبالغہ آمیز بیان نہیں ہے۔اس کے پیچھے ایک بڑی زبردست دلیل ہے اور وہ دلیل ہے ایک شخص کا ایک کروڑ ہوجانا نوّے سال کے اندر۔ اس دلیل نے اتنا اثر کیا کہ وہاں جو نمائندے بیٹھے ہوئے تھے پریس کے انہوں نے اور خاص طور پر اس شخص جس نے ضربیں لگائی ہوئی تھیں، اپنی زبان میں کہا۔انہوں نے کمپیوٹر کی زبان میں ہمیں سمجھایا ہے کہ اسلام غالب آ جائے گا۔

آپ کو میں یہ بات سمجھا رہا ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں ایک یقین تھا، وہ اندھے نہیں تھے، وہ بیوقوف نہیں تھے، بڑے صاحبِ فراست تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے ہوگئے تھے اور آپ کی تربیت میں آ گئے تھے۔ یہ وہ جانتے تھے کہ جو اس وقت وہ کھڑے ہوکر اس طرح نماز بھی نہیں پڑھ سکتے تھے جس طرح آج ہم یہاں جمع ہوگئے ہیں۔ چھپ چھپ کے نمازیں پڑھ رہے تھے لیکن ان کو یہ پتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور جو باتیں یہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ واقع ہیں خدا نے کہی ہیں اور خدا بڑی طاقتوں والا ہے اور جو وہ کہتا ہے وہ ہوگا۔یعنی کوئی ظاہری صورت نہیں ہے ان باتوں کے ہونے کی لیکن خدا کہتا ہے اس واسطے ہوجائیں گی اور پھر ان کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور ابھی آٹھ سال نہیں گزرے تھے ہجرت کو کہ وہی رؤسائے مکہ جو یہ سمجھتے تھے کہ ہم اسلام کو دنیا سے مٹا دیں گے، شعب ابی طالب میں اڑھائی سال کے قریب بھوکا مارنے کی کوشش کی تھی جنہوں نے، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے وقت) مکہ سے باہر خیمہ زن ہوئے تو ان میں اتنی جرأت نہیں تھی، اتنے حالات بدل گئے تھے اس وقت اتنا خوف طاری تھا ان کے ذہنوں پر خدا تعالیٰ کی عظمت کا کہ اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی میان سے تلوار نکالتے اور لڑ کر اپنی دشمنی کا فیصلہ کرتے۔ بغیر لڑنے کے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ جانتے تھے

کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے انقلابی تبدیلیوں کے بعد عرب میں اس قابل بنا دیا ہے کہ ہم مقابلہ نہیں کرسکتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں کریں ہمارے ساتھ۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا کہتا ہے کہ اے مکہ والو! حضرت محمد تمہیں بلا رہے ہیں ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کی طرف آجاؤ کیونکہ وہ تمہیں زندہ کرنا چاہتے ہیں، مارنا نہیں چاہتے۔

تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن، آپ کی بعثت کا مقصد جو تھا وہ زندہ کرنا تھا، مارنا نہیں تھا۔ اگر چاہتے تو ایک مرد، ایک عورت، ایک بوڑھا، ایک جوان، ایک بچہ بھی اس دن زندہ نہ رہتا مکہ میں لیکن جو سلوک آپ نے کیا اپنے ان دشمنوں کے ساتھ جو آپ کو مٹا دینے کے لئے بیس سال تک کوششیں کرتے رہے تھے وہ یہ تھا کہ جاؤ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (یوسف:۹۳) میں تم سے کوئی شکوہ نہیں کرتا اور خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں معاف کردے۔

تو ان کے ذہنوں میں (بڑا میں نے سوچا اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا دو۲ یقینی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی بات بہرحال پوری ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہم ان کا مقابلہ خود نہیں کرسکتے دنیوی تدبیر سے۔ لیکن تدبیر کرنا ہمارا فرض ہے۔ وہ کیا تدبیر باقی رہ جاتی ہے وہ دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو انقلاب عظیم بپا ہوگیا عرب کے باشندوں کی زندگیوں میں وحشی تھے اور آدابِ انسانیت سے بھی نابلد تھے جو وہ بڑے اچھے انسان بن گئے، خدا رسیدہ انسان بن گئے، با اخلاق انسان بن گئے۔ یہ کیوں ہوا کبھی سوچا کسی نے؟ آپ فرماتے ہیں ایک جگہ۔ آپ نے کہا ہے کہ یہ اس لئے ہوا ایک شخص راتوں کو اُٹھ کے ان کے لئے تضرع کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور دعائیں کرنے والا تھا اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں یہ تبدیلی پیدا ہوئی اور اسی طرح آپ کے ماننے والے دعائیں کرنے والے تھے ان کے لئے۔

تو آج ہر احمدی کو یہ یقین ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اب جو اس زمانہ میں اسلام کو غالب کرنے کے وعدے دیئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے کیونکہ یہ وعدے خدا نے دیئے

ہیں۔ یا اگر نعوذ باللہ کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدے کئے ہیں اور یہ مجھے خوشخبریاں دی ہیں اسلام کے غلبہ کی، سچے نہیں تھے تو اس کو احمدیت چھوڑ دینی چاہیئے لیکن اگر وہ سمجھتا ہے کہ آپ سچے تھے اپنے دعویٰ میں تو جو وعدے آپ کو دیئے گئے، اپنے لئے نہیں ہمارے لئے نہیں بلکہ وحدانیت کے قیام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دلوں میں قائم کرنے کے لئے اور اسلام کے غلبہ کے لئے، وہ یقیناً سچے ہیں۔

دوسرے ہر احمدی کو نظر آ رہا ہے اور اسے اپنے ذہن میں حاضر رکھنا چاہیئے اس بات کو کہ ہمارے اندر یہ سکت نہیں کہ ہم ان طاقتوں کا دنیوی تدابیر سے مقابلہ کر سکیں۔

اور تیسرے یہ کہ جہاں دنیوی تدابیر سے مقابلہ انسان نہیں کر سکتا وہاں یہ حکم نہیں ہے کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھ جاؤ اور کوئی تدبیر بھی نہ کرو۔ روحانی تدبیر کرو اور یہی اسوہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مکی زندگی میں جب کوئی دنیوی تدبیر ممکن ہی نہیں تھی اس وقت آپ نے بلا ناغہ ہر رات عاجزی کے ساتھ تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے دربار میں شور مچایا اے خدا! تیرے بندے ہیں یہ بہک گئے، پرے ہٹ گئے، دور ہو گئے تیرے سے، تیرے غضب کے نیچے آ گئے ہیں تیری قہر کی تجلی ان کو بھسم کر کے رکھ دے اگر تو چاہے۔ مگر تو بھی نہیں چاہتا یہ اور میں بھی نہیں چاہتا۔ جس غرض کے لئے مجھے بھیجا ہے تو نے وہ بتاتی ہے کہ تیرا یہ منشاء نہیں۔ پس ان پر رحم کر۔ ان کے دلوں میں انقلابِ عظیم بپا کر۔ چنانچہ وہی جو قتل کے درپے تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے انہوں نے پھر اس قدر قربانیاں دیں اسلام کی خاطر کہ ان دعاؤں کے اثر کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا ایسا انقلاب۔

پتا نہیں آپ میں کتنے دعائیں کرتے ہوں گے۔ یہ ساری تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ ہر احمدی کو ہر روز تضرع کے ساتھ اور عاجزی کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا! تیرے یہ بندے تجھ سے دور ہو گئے اور دور چلے جا رہے ہیں، تو اپنے وعدوں کو پورا کر اور ایک انقلاب بپا کر اور ایسے سامان پیدا کر دے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے کہ یہ تیری طرف آنا شروع ہو جائیں اور تیرے غضب سے بچ جائیں اور تیرے پیار اور تیری رحمت کے یہ

وارث بن جائیں اور یہ تیرے بندے بن جائیں، شیطان کے بندے نہ رہیں اور بڑی کثرت سے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ واقع میں ایسا ہی کر دکھائے۔ یہ دعائیں کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ہم نے جنتوں میں کچھ کئے بغیر تو نہیں جانا یہ سارا جو میں نے نقشہ کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ ہر قسم کی مادی طاقت، فوجی طاقت اور دولت ان لوگوں کے ہاتھ میں جو اسلام کے خلاف ہیں، تو آپ ان کا کس طرح مقابلہ کریں گے؟ کیا آپ لاٹھیوں کے ساتھ ایٹم بم کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یا ساری دنیا کی دولتوں کا مقابلہ اپنی غربت کے ساتھ کر سکتے ہیں؟ بظاہر تو یہی ہے کہ نہیں کر سکتے لیکن اگر دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے آپ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دعاؤں سے کر سکتے ہیں آپ ان کا مقابلہ۔ الغرض مقابلہ کر سکتے ہیں آپ دعائیں کر کے اپنے نفس میں ایک تبدیلی پیدا کر کے ایک نمونہ بن کر، اسلام کے حکم پر چل کر۔ اس کے بغیر تو آپ نہیں کر سکتے۔

میں افریقہ میں ایک دفعہ گیا ہوں، یورپ میں بہت دفعہ گیا ہوں خلافت میں اپنی۔ وہ ایک ہی سوال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جو تعلیم آپ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں یہ بڑی اچھی ہے، یہ بتائیں اس پر عمل کہاں ہو رہا ہے۔یعنی قومی لحاظ سے، ملکی لحاظ سے کہاں عمل ہو رہا ہے اس تعلیم پر۔ انفرادی لحاظ سے آپ کہہ دیں گے کہ جی چند لاکھ احمدی ہیں پاکستان میں وہ کر رہے ہیں۔کہیں دس ہزار احمدی ہے سارے یورپ میں وہ کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ بات نہیں، بتاؤ قومی لحاظ سے کہاں عمل ہو رہا ہے اس تعلیم پر۔

پہلے تو آپ نے اسوہ بننا ہے، نمونہ بننا ہے اَوروں کے لئے اور یہ بھی نمونہ بننا ہے کہ ہم دعائیں کریں گے۔ اول چیز دعا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ دعا کے بغیر تو زندگی کا مزہ ہی کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنتا، بڑا پیار کرنے والا ہے وہ۔ میری اور آپ کی زندگی کا مزہ اس دعا کے بغیر نہیں جس میں ہم محض اپنے لئے نہیں، دوسروں کے لئے خیر مانگیں خدا سے۔ آپ نے تبلیغ کرنی ہے۔ اثر نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ اثر نہ ڈالے۔ وہ بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ایسے عجیب وغریب سوال کر دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اگر جواب نہ سکھائے تو جواب دے ہی نہیں سکتا انسان بڑے ہوشیار ہیں۔ بڑے چالاک ہیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا۔ پہلی دفعہ جب میں گیا تو ہالینڈ میں بڑا سخت تعصب پھیلا ہوا

تھا۔ یہ جو جنگ ہوئی تھی مسلمان ممالک کے خلاف یہودیوں کی، انہوں نے پراپیگنڈہ کر کے بڑا سخت تعصب اسلام کے خلاف پھیلایا ہوا تھا۔لیکن اللہ نے فضل کیا۔مشن ہاؤس ہمارا بھر گیا صحافیوں سے۔ پینتیس کے قریب آئے ہوئے تھے اور جب میں نے باتیں شروع کیں تو ان پر اثر بھی ہوا۔ ایک بڑا تیز قسم کا کیتھولک نوجوان صحافیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ان کی باتوں کا تو اثر ہو رہا ہے۔ اثر زائل کرنے کے لئے اس کے دماغ نے ایک ترکیب سوچی۔ اس نے یہ سوچا کہ میں اگر یہ پوچھوں کہ اس وقت تک آپ کتنے مسلمان بنا چکے ہیں ہمارے ملک میں تو انہوں نے سچی بات کرنی ہے یہ کہیں گے دو ایک درجن بنائے ہیں۔ زیادہ تو نہیں بنائے تو اثر زائل ہو جائے گا اور ہر کوئی سوچے گا کہ یہ تو کوئی بات نہیں کہ اتنے بڑے ملک میں دو ایک درجن مسلمان ہو گئے۔ اس نے مجھ سے یہ سوال کر دیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس وقت تک ہمارے ملک میں ڈچ باشندوں میں سے کتنے مسلمان بنا چکے ہیں؟ اس نے تو اپنا ایک منصوبہ بنایا تھا نا۔

خدا تعالیٰ نے اپنا منصوبہ بنایا ساری عمر میں پہلی دفعہ اس قسم کا سوال اس پس منظر میں ہوا تو خدا تعالیٰ نے مجھے جواب اسی وقت سکھایا۔ میں نے کہا کہ تمہارے نزدیک جتنا عرصہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ رہے (میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ کتنا عرصہ زندہ رہے کیونکہ ہمارا تمہارا اختلاف ہے اس بارہ میں میں کہتا ہوں کہ) تمہارے نزدیک جتنا عرصہ زندہ رہے اپنی ساری عمر میں جتنے عیسائی بنائے تھے انہوں نے اس سے زیادہ تمہارے ملک میں عیسائی مسلمان بنا چکے ہیں ہم۔ وہ تو زرد ہو گیا بالکل، کیونکہ اس کے دماغ میں منصوبہ کچھ اور تھا اس نے سنا کچھ اور سر ڈال کے بیٹھا رہا، بات ہی نے اس نے کرنی چھوڑ دی۔ خیر کوئی پندرہ بیس منٹ کے بعد میں نے ہی اسے مخاطب کیا۔ میں نے کہا تم نے مجھ میں دلچسپی لینی چھوڑ دی ہے کوئی اور سوال کرو۔ سوال بیچارہ کیا کرتا۔ پھر تو کتابیں خرید کر لے گیا۔

اب یہ تو خدا تعالیٰ نے اسی وقت میرے ذہن میں ایسا جواب ڈالا جو اس کو خاموش کرنے والا تھا اور سارے جو صحافی تھے وہ ہنس پڑے اور انہوں نے میرے جواب سے زیادہ اثر لیا۔ جو اثر اس نے لیا وہ تو اور تھا۔ اس کے چہرے پر تو ناکامی کا اثر تھا اور ان کے چہروں پر

بشاشت کا اثر تھا۔ پھر میں نے ان کو بتایا کہ بات یہ ہے کہ اس وقت تک ہم نے جو کام کیا ہے اسے تعداد سے نہیں جانچنا چاہیئے۔ میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بھی تو برأت کرنی تھی نا۔ میں نے کہا جب الٰہی سلسلے شروع ہوتے ہیں تو اس وقت سر نہیں گنے جایا کرتے اس وقت دلوں میں جو آہستہ آہستہ تبدیلی ہوتی ہے، اس کو دیکھا جاتا ہے اور وہ ہم نے تمہارے ملک میں بہت پیدا کر دی ہے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ گالی دیئے بغیر نام ہی نہیں لیتے تھے اسلام کا۔ اب وہ عزت کے ساتھ، احترام کے ساتھ اسلام کا نام لینے لگ گئے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے لگ گئے ہیں۔ بڑی انقلابی ذہنی تبدیلی ایک پیدا ہوگئی ہے بہرحال۔

تو ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ دعا کو اپنی عادت بنائے اور ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اپنی دعا کا بڑا حصہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کو دلوں میں گاڑنے پر خرچ کرے اور خدا سے کہے۔ اے خدا! دنیا کے دل تجھ سے دور ہوگئے۔ تجھے بھلا دیا انہوں نے۔ تیری معرفت حاصل نہیں اُنہیں تجھے جانتے نہیں۔ تیری نہ صفات کو جانتے ہیں، نہ تیری ذات کو جانتے ہیں۔ مگر ان دلوں میں تبدیلی تو ہی پیدا کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کا دل (تمثیلی زبان میں تاکہ ہمیں سمجھ آجائے) خدا تعالیٰ کی انگلیوں میں اس طرح ہے۔ انگلیوں کو ذرا حرکت دیں تو اس کا زاویہ بدل جائے گا۔ زاویہ بدلنے کی دیر ہے نا۔ وہی جو دشمن ہے وہ دوست بن جاتا ہے۔ وہ جو قاتل بن کے گھر سے نکلا تھا (حضرت عمرؓ قاتل بن کے گھر سے نکلے تھے ارادہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آج قتل کر دینا ہے ختم ہو قصہ) وہ خلیفہ بن کر کسریٰ اور قیصر کی حکومتوں کو شکست دینے والا بن گیا۔ اتنا انقلابِ عظیم آیا اس شخص میں اور کتنا اس کی قربانی کو اس کے پیار اور فدائیت کو اور اس انقلابِ عظیم کو خدا نے قبول کیا۔ یہ میں ایک ہی آدمی کی زندگی کے دو ایک واقعات بتا رہا ہوں کہ گھر سے نکلے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کئے کہ دل بدل گیا اور اتنا بدلا کہ خدا کو اتنا پیارا ہوگیا وہ دل کہ ان کی خلافت میں کسریٰ کی حکومت مٹا دی گئی۔ قیصر کی حکومت مٹا دی گئی۔ دنیا کی دو بڑی طاقتیں تھیں یہ۔

ان کے مقابلہ میں عرب کے بدوؤں اور ان کی طاقت کا جو تناسب تھا۔ بظاہر وہ کوئی

حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ اس شخص کی خلافت کے زمانہ میں انہوں نے (ان دو بڑی طاقتوں نے) شکست کھائی اور وہ مٹا دی گئیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ خدا کے ہاتھ میں دل تھا۔ خدا نے زاویہ بدل دیا دل کا۔ وہ جو دشمن تھا وہ عاشق زاد بن گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف میں کسریٰ کا سونے کا ایک زیور ایک صحابی کے ہاتھ میں دیکھا۔ آپ کے بعد جب مالِ غنیمت آیا تو وہ بھی آ گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پہنو۔ انہوں نے کہا مردوں کو تو سونا پہننا منع ہے۔ انہوں نے کہا پہنتے ہو یا نہیں میں نے تو کشف کو ظاہری طور پر بھی پورا کرنا ہے۔ خدا کی شان ہے یہ اپنا کچھ نہیں رہا۔ پھر ہر سانس جو تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لیا جا رہا تھا۔

تو یہ انقلاب آتے ہیں دنیا میں۔ بعض کہتے ہیں کہ جی ہم تھوڑے ہیں، ہم طاقت میں نہیں۔ ٹھیک ہے، کون کہتا ہے طاقت ہے؟ یہ کون کہتا ہے تعداد زیادہ ہے ہماری کون کہتا ہے ہمارے پاس حکومتیں ہیں، کون کہتا ہے ہمارے پاس دنیا کے خزانے ہیں، کون کہتا ہے ہمارے پاس سارے ہیرے اور جواہرات ہیں۔ کوئی نہیں کہتا۔ لیکن میں ایک چیز کہتا ہوں اگر تم خدا کے ہوگئے تو خدا تمہارے ساتھ جو تمام خزانوں کا مالک ہے اس کے بعد کسی اور چیز کی تمہیں ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس حقیقت اور صداقت کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اس کے مطابق ہی نوع انسان کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق عطا کرے اور اسی طرح توفیق عطا کرے جس طرح صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لئے دعائیں کیں اور اس کے ثمرات کو، اس کے پھلوں کو انہوں نے کھایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳؍جولائی ۱۹۸۰ء صفحہ ۲ تا ۶)

۞۞۞